كشف الغُمّة في عقائد اهل السُّنّة

○

عقائدِ اہلسُنّت

○

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا

ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ

○

تنظیم نوجوانانِ اہلسنّت

جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بھاٹی گیٹ ، لاہور ، پاکستان
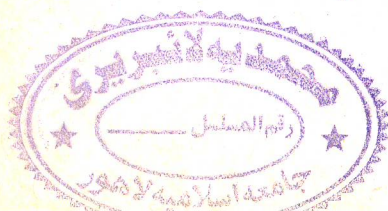
سلسلہ اشاعت نمبر(۲۸)

بیاد : امام الائمہ، سراج الامہ، کاشف الغمہ، سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ و اعلیحضرت، امام اہلسنت، مولانا الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

زیرنگرانی	--------	حافظ محمد شاہد اقبال
نام کتاب	--------	عقائد اہل سنت
تصنیف	--------	شیخ التفسیر، علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی بہاولپور
سن طباعت	--------	جمادی الاخریٰ ۱۴۱۸ھ، اکتوبر ۱۹۹۷ء
تعداد	--------	ایک ہزار (۱۰۰۰)
صفحات	--------	۴۸

نوٹ: شائقین مطالعہ ۸ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے طلب کر سکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ:

تنظیم نوجوانان اہلسنت

جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

بازار حکیماں، بھاٹی گیٹ، لاہور، پاکستان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امابعد! آخرت میں نجات صرف اور صرف عقائد صحیحہ سے ہوگی، اعمال صالحہ نہ بھی ہوں تب بھی عقائد صحیحہ کی وجہ سے نجات ممکن ہے، اگر عقیدہ میں گڑبڑ ہوگی تو اعمال صالحہ پہاڑوں برابر ہوں، تب بھی کام نہ آئیں گے۔ اس کی تحقیق و تفصیل فقیر نے کتاب "نجات کا مدار عقائد صحیحہ پر" میں کر دی ہے۔ یہاں صرف ایک حدیث شریف پر اکتفا کرتا ہوں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہم جنگ حنین میں تھے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کلمہ گو کے متعلق فرمایا کہ یہ دوزخی ہے اور جب جنگ شروع ہوئی، تو وہ شخص کافروں سے خوب لڑا اور خوب جوہر دکھائے۔ یہ منظر دیکھ کر ایک صحابی نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جس شخص کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ یہ دوزخی ہے، وہ تو اسلام کی طرف سے کافروں کے ساتھ خوب لڑ رہا ہے حتیٰ کہ وہ زخموں سے چور ہو چکا ہے۔ یہ سن کر فرمایا، ہاں! خبردار! بے شک وہ دوزخی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر قریب تھا کہ کچھ لوگ شک و شبہ میں مبتلا ہو جاتے، اسی اثنا میں شخص مذکور کو جب زخموں کی تکلیف زیادہ ہوئی تو اس نے خودکشی کر لی اور حرام موت مر گیا (خودکشی اگر کسی کلمہ گو مسلمان نے بدبختی سے کی، تو وہ کافر نہیں فاسق و فاجر ہے، اگر وہ خودکشی کی وجہ سے جہنم میں جائے بھی، تب

بھی کافروں کی طرح دائمی طور جہنم میں نہ رہے گا' اس کی نجات ممکن ہے' اسی لیے خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے' لیکن کوئی عام غیر معروف نماز پڑھائے تو خودکشی کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہو۔ جس کا ذکر حدیث شریف میں ہے۔ وہ منافق کافر تھا اس لیے اس پر دوسرے مسلمانوں خودکشی کرنے والوں کا قیاس نہ کیا جائے۔ اویسی غفرلہ) یہ دیکھ کر لوگ ڈرے اور دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا' یارسول اللہ! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو درست ثابت کر دیا' یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:

یا بلالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَاِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ (رواہ بخاری)

"اے بلال! اٹھ اور اعلان کر دے کہ جنت میں وہی جا سکتا ہے جو ایمان والا ہو اور اللہ تعالیٰ دین کی امداد و تائید فاسق و فاجر سے بھی کرا دیتا ہے"

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ ہر کلمہ گو جنت کا حق دار نہیں ہے' بلکہ جنت کا حقدار وہی ہے جس کا عقیدہ صحیح ہو۔

یاد رہے کہ یہ شخص جو جنگ میں خوب لڑ کر مرا' یہ دراصل منافق تھا۔ (عینی و فتح الباری) اسی لیے جہنم کا ایندھن بنا۔ اگرچہ جہاد جیسی افضل العبادات کرتے مرا' لیکن چونکہ منافق تھا اس لیے جہنم رسید ہوا۔

عقائد صحیحہ کی تلاش

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ عقائد صحیحہ کی تلاش کیسے اور کہاں؟ جبکہ دور حاضر میں ٹڈی دل مذاہب اسلام کی بہتات ہے۔ سو اس کے لیے عرض ہے کہ مذاہب کی بہتات بھی درحقیقت ہمارے نبی پاک شہ لولاک ﷺ کا معجزہ ہے' جس کی صدیوں پہلے آپ نے ان مذاہب کی بہتات کی عینی خبر دی تھی اور اس کے ساتھ ہی یہ تصریح بھی فرمائی کہ ان مذہبوں میں حق اور صحیح مذہب کون سا ہے؟ چنانچہ حدیث پاک ملاحظہ ہو' حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: کہ

اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِفْتَرَقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا: مَنْ ھِیَ؟ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ: مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ (رواہ الترمذی) وَفِیْ رِوَایَۃِ اَحْمَدَ وَاَبِیْ دَاؤدَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ"

"یعنی بے شک بنی اسرائیل کے ۷۲ فرقے ہو گئے تھے اور میری امت کے تہتر گروہ ہو جائیں گے جن میں سے بہتر گروہ دوزخی ہوں گے اور ایک جنتی ہو گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ ایک یعنی جنتی گروہ کون ہے؟ فرمایا: جنتی گروہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کرام کے طریقے پر ہو گا"

فائدہ: حدیث شریف میں تہتر فرقوں کا ذکر فرما کر صاف لفظوں میں بتایا کہ ان میں سے ایک فرقہ نجات یافتہ ہو گا اس فرقہ کا نام سے اہلسنت و جماعت' یہی فرقہ حق پر ہے' باقی تمام فرقے گمراہ اور جہنمی ہیں۔ چنانچہ پیران پیر' دستگیر' حضور غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ نے ان تہتر فرقوں کی تقسیم یوں فرمائی' ان تہتر فرقوں کے اصل دس فرقے ہیں:

(۱) اہل سنت (۲) خوارج (۳) شیعہ (۴) معتزلہ (۵) مرجیہ (۶) مشبہ (۷) جہمیہ (۸) ضراریہ (۹) نجاریہ (۱۰) کلابیہ

پس اہل سنت کا ایک ہی فرقہ ہے اور خارجیوں کے پندرہ فرقے ہیں۔ معتزلہ کے چھ' مرجیہ کے بارہ' شیعہ کے بتیس فرقے ہیں' جن کی نبی غیب دان ﷺ نے خبر دی ہے:

وَاَمَّا الْفِرْقَۃُ النَّاجِیَۃُ فَھِیَ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ۔

"اور لیکن نجات پانے والا فرقہ (ناجیہ) اہل سنت و جماعت ہے"

(غنیۃ الطالبین' ص ۱۹۲)

شیخ المحدثین شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ تہتر فرقوں کی تقسیم اس

طرح کرتے ہیں: "معتزلہ، شیعہ، خوارج، مرجیہ، نجاریہ، جبریہ، مشبہ اور ناجیہ"

"بعد ازاں معتزلہ را بیست فرقہ ساختند و شیعہ را بیست دو و خوارج بیست و مرجبیہ را پنج و نجاریہ را سہ و جبریہ و مشبہ را تفریق نکردہ، و فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت اند، و مجموع ہفتا دو سہ فرقہ شد"

ترجمہ : "اس کے بعد معتزلہ سے بیس فرقے اور شیعہ سے بائیس، خوارج سے بیس، مرجیہ سے پانچ، نجاریہ سے تین، جبریہ اور مشبہ سے کوئی فرقہ نہیں اور ناجی (نجات پانے والا) فرقہ اہل سنت و جماعت ہے"

(اشعۃ اللمعات، فارسی، جلد اول، ص ۱۴۰، مطبوعہ نو لکشور)

اس سے ثابت ہوا کہ تاقیامت کتنا ہی فرقے بڑھتے چلے جائیں، حقانیت اور ہدایت اہل سنت کے پاس رہے گی، فقیر نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے بنام "الشافیۃ فی الفرقۃ الناجیۃ" اس سے تلخیص کر کے چند حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔

۱- حضرت شیخ ابو شکور سالمی معاصر سیدنا داتا گنج بخش لاہور قدس سرہما نے فرمایا:

رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ ثَلٰثَۃً وَّ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً وَّھِیَ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ (تمہید ابی شکور سالمی، ص ۷۳)

"نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ میرے بعد میری امت کے تہتر گروہ ہو جائیں گے، ایک کے سوا سب کے سب دوزخی ہوں گے، اور وہ ایک گروہ اہل سنت و جماعت ہے"

۲- حضرت ملا علی قاری اسی حدیث پاک کو بیان کر کے فرماتے ہیں:

فَلَا شَکَّ وَلَا رَیْبَ اَنَّھُمْ ھُمْ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ

(مرقاۃ شرح مشکوۃ، ص ۲۴۸)

"اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اہل سنت و جماعت ہی جنتی گروہ ہے"

۳- امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فرض نخستیں بر عقلا تصحیح عقائد است بموجب آرائے صائبہ اہل سنت و جماعت شکر اللہ سعیہم کہ فرقہ ناجیہ اند۔ (دفتر اول، مکتوب ۲۶۶)

"ہر ذی عقل پر سب سے پہلا فرض یہ ہے، اپنے عقائد اہل سنت و جماعت کے اعتقادات کے موافق رکھے، کیونکہ آخرت میں نجات پانے والا یہ ہی گروہ ہے۔

۴- حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا:

"حاصل کلام یہ ہے کہ نجات کا راستہ اقوال میں، افعال میں، اصول میں، فروع میں اہل سنت و جماعت کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے، کیونکہ یہی جنتی گروہ ہے اور اہل سنت و جماعت کے سوا جتنے گروہ ہیں، وہ ہلاکت کے کنارے پر ہیں۔ آج اس کو کوئی جانے یا نہ جانے، لیکن کل قیامت کے دن ہر شخص جان لے گا مگر اس وقت کا جان لینا کام نہ آئے گا۔ یا اللہ! ہمیں بیدار کر اس سے پہلے کہ ہمیں موت بیدار کرے" (مکتوب نمبر ۶۴، جلد اول)

۵- حضور امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

"شیخ اپنے مرید کو اس بات کی نصیحت کرے کہ عقائد کو نجات پانے والے گروہ یعنی اہل سنت و جماعت کی رائے کے موافق صحیح کرے اور اس بات کی تاکید کرے کہ وہ فقہ کے ضروری احکام سیکھ کر ان پر عمل کرے، کیونکہ اس راہ میں بغیر ان دو بازوؤں یعنی اعتقاد و عمل کے اڑنا محال ہے" (مبدأ و معاد، ص ۹)

۶- نیز حضرت مجدد و منور الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا:

"اصل مقصد یہ ہے کہ ہمیں عقائد اہل سنت و جماعت عطا ہوئے ہیں، اس دولت کے ہوتے ہوئے اگر ہمیں احوال و مواجید عطا کیے جائیں، تو یہ

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اگر یہ احوال و مواجید نہ بھی ملیں، تو ہم عقائد اہل سنت و جماعت کو کافی جانتے ہیں، کیونکہ جب یہ دولت ہے تو سب کچھ ہے، ورنہ کچھ بھی نہیں، کیونکہ وہ احوال و مواجید جو بغیر عقیدۂ اہل سنت و جماعت کے ہوں، ہم اسے استدراج اور سراسر خرابی جانتے ہیں" (مکتوب نمبر ۶۷، جلد دوم)

۷- سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"آدمی کے لیے اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مطابق عقیدہ رکھنے کے سوا چارہ نہیں، تاکہ آخرت کی کامیابی اور نجات حاصل ہو اور اہل سنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھنا زہر قاتل ہے، جو کہ ہمیشہ کی موت اور دائمی عذاب کا سبب ہے، عمل میں کوتاہی ہو تو نجات کی امید کی جا سکتی ہے، لیکن اگر عقیدہ میں کوتاہی ہو تو بخشش کی گنجائش ہی نہیں رہتی" (مکتوب نمبر ۱۷، جلد دوم)

۸- سیدنا امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"عقلمندوں پر پہلا فرض یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے مطابق اپنے عقیدے درست کریں، کہ اہل سنت و جماعت ہی جنتی گروہ ہے"

(مکتوب نمبر ۲۶۶، جلد اول)

۹- سیدی و سندی امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"شریعت کے دو جز ہیں "عقیدہ اور عمل" عقائد دین کے اصول ہیں اور اعمال فرع، جس کے عقائد درست نہیں، وہ نجات نہیں پا سکتا اور اس کے حق میں عذاب الٰہی سے خلاصی کا تصور بھی نہیں ہو سکتا، لیکن جس کے عقائد درست ہوں مگر اعمال صالحہ نہ ہوں، اس کی نجات کی امید کی جا سکتی ہے"۔

(مکتوب نمبر ۱۷، جلد ۳)

۱۰- سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا:

"اہل سنت و جماعت جو کہ نجات پانے والی جماعت ہے، کی پیروی کے بغیر نجات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، اگر بال برابر بھی ان کی مخالفت ہوئی تو خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات کشف صحیح سے بھی یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے، اس لیے اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہے، پس خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اہل سنت و جماعت کی پیروی کی توفیق ملی اور ان کی تقلید کا شرف حاصل ہوا اور ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو اہل سنت و جماعت کے خلاف چلے اور ان سے منہ موڑا، اور ان کی جماعت سے نکل گئے، اور خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں" (مکتوب نمبر ۵۹، جلد دوم)

۱۱- سیدنا امام ربانی قدس سرہ دربار الٰہی میں دعا کرتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی مُعْتَقَدَاتِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ وَ اَمِتْنَا فِیْ زُمْرَتِھِمْ وَاحْشُرْنَا مَعَھُمْ" (مکتوب نمبر ۶۷، جلد دوم)

"یا اللہ تعالیٰ! ہمیں اہل سنت و جماعت کے عقائد پر ثابت رکھ اور انہی کے گروہ میں ہمیں مار اور انہیں کے ساتھ ہمارا حشر فرما"

۱۳- حضرت سید علامہ طحطاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَعَلَیْکُمْ مَعَاشِرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاتِّبَاعِ الْفِرْقَۃِ النَّاجِیَۃِ الْمُسَمَّاۃِ بِاَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ فَاِنَّ نُصْرَۃَ اللّٰہِ وَحِفْظَہٗ وَ تَوْفِیْقَہٗ فِیْ مُوَافَقَتِھِمْ وَ خِذْلَانَہٗ وَ سَخَطَہٗ وَ مَقْتَہٗ فِیْ مُخَالَفَتِھِمْ" (المنحۃ الوھبیہ)

"یعنی اے ایمان والو! تم پر لازم ہے کہ تم جنتی گروہ جس کا نام اہل سنت و جماعت ہے، کے ساتھ وابستہ رہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد و حفاظت اور اس کی توفیق اس جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہے، اور اہل سنت و جماعت کی مخالفت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے اور مخالفت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے" (العیاذ باللہ تعالیٰ)

۱۳- قطب زماں حضرت خواجہ یعقوب چرخی نے فرمایا:

"واضح ہو کہ خواجہ خضر اور خواجہ الیاس علیہما السلام اور سب کے سب اولیاء کرام حاضر و غائب مذہب اہلسنت و جماعت پر ہیں"۔ (رسالہ "ابدالیہ" ص۳۰)

۱۴- حضرت خواجہ محمد بن سلیمان جزولی صاحب دلائل الخیرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار الٰہی میں دعا کرتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ وَ اَمِتْنَا عَلَی السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ وَ الشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ یَا ذَالْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ" (دلائل الخیرات، مطبع کانپور، ص۲۸)

"اے اللہ! ہمیں مسلک اہل سنت و جماعت اور اپنی لقا کے شوق پر موت دے یاذالجلال والاکرام"

۱۵- عارف باللہ حضرت شیخ اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر "روح البیان" میں فرماتے ہیں:

"ہمارے شیخ مکرم پیر و مرشد روح اللہ روحہ نے اپنے وصال سے ایک دن پہلے اپنے متوسلین مریدین کو بلا کر فرمایا: سن لو! کہ میرے پاس دنیا کا کوئی مال نہیں ہے، کہ میں اس کے متعلق کوئی وصیت کروں

وَلٰکِنِّیْ عَلٰی مَذْھَبِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ شَرِیْعَۃً وَ طَرِیْقَۃً وَ مَعْرِفَۃً و حَقِیْقَۃً فَاعْرِفُوْنِیْ ھٰکَذَا وَاشْھَدُوْا لِیْ بِھٰذَا فِی الدِّیْنِ وَ الْاٰخِرَۃِ فَھٰذِہٖ وَصِیَّتِیْ۔ (روح البیان، ص۱۰۱، جلد۵)

لیکن شریعت و طریقت معرفت و حقیقت ہر اعتبار سے میں اہل سنت و جماعت کے مذہب پر ہوں، مجھے ایسے ہی پہچانو اور میرے لیے دنیا و آخرت میں اسی بات کے گواہ ہو جاؤ، بس یہی میری وصیت ہے"

۱۶- شیخ الاسلام حضرت خواجہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی قدس سرہ نے فرمایا:

"جو میرے سلسلہ میں شامل ہوں گے وہ سب کے سب میری ضمانت میں ہیں اور فرمایا سلسلہ سے مراد قرآن و سنت کی پیروی، اقوال مجتہدین، اجماع

صحابہ کرام اور اہل سنت و جماعت کی پیروی ہے" (خلاصۃ العارفین، ص۴۸)

۱۷- حضرت خواجہ نور محمد صاحب بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ حضرت مرزا جان جاناں رحمہ اللہ تعالیٰ کو نصیحت فرمائی:

"عقیدۂ اہل سنت و جماعت کو لازم پکڑو" (حالات مشائخ نقشبندیہ، ص۲۷۸)

۱۸- حضرت خواجہ عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"انہ لَا یُفْتَحُ عَلَی الْعَبْدِ اِلَّا اِذَا کَانَ عَلٰی عَقِیْدَۃِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ وَ لَیْسَ لِلّٰہِ وَلِیٌّ عَلٰی عَقِیْدَۃِ غَیْرِھِمْ وَ لَوْ کَانَ عَلَیْھَا قَبْلَ الْفَتْحِ لَوَجَبَ عَلَیْہِ اَن یَّتُوْبَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَ یَرْجِعُ اِلٰی عَقِیْدَۃِ اَھْلِ السُّنَّۃِ"۔ (الابریز، ص۲۴)

"فرمایا کسی انسان کے لیے ولایت کا دروازہ نہیں کھل سکتا جب تک کہ وہ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ پر نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی ولایت میں قدم رکھنے سے پہلے اہل سنت و جماعت کے خلاف ہو تو ولایت کا دروازہ کھلنے کے بعد اس پر واجب ہوگا کہ وہ اس عقیدہ سے توبہ کرے، اور اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کی طرف لوٹے"

۱۹- علامہ اسماعیل بن ابراہیم نے حاکم ابو احمد حاکم رحمہ اللہ کو بعد وصال خواب میں دیکھا اور پوچھا:

اَیُّ الْفِرَقِ اَکْثَرُ نَجَاۃً عِنْدَکُمْ فَقَالَ اَھْلُ السُّنَّۃِ (شرح الصدور، ص۱۱۹)

"یعنی کون سا فرقہ اکثر نجات پانے والا ہے؟ تو فرمایا: اہل سنت!"

۲۰- مخدوم الاولیاء حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نے فرمایا:

"ہمارے طریقے کا دارومدار تین باتوں پر ہے۔ (۱) اہل سنت و جماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہنا (۲) دوام آگاہی (۳) عبادت۔

لہٰذا اگر کسی شخص کی ان چیزوں میں سے ایک میں خلل آجائے تو وہ ہمارے طریقے

سے خارج ہو جاتا ہے"۔

حضرت مرزا جان جاناں قدس سرہ نے فرمایا:

"عقیدۂ اہل سنت و جماعت کا ملتزم ہو کر حدیث و فقہ سیکھنا چاہیے"

(حالات مشائخ نقشبندیہ' ص ۲۹۳)

نوٹ: یہ فرمودات ان ہستیوں کے ہیں' جن پر پورے عالم اسلام کو اعتماد ہے۔ تمام سلاسل (قادریہ' چشتیہ' نقشبندیہ' سہروردیہ) کے مشائخ' اولیاء کرام' تمام مذاہب کے علماء کرام (حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی) اہل سنت سے وابستگی کا حکم فرما رہے ہیں۔ آخر میں ایک اس شخصیت کی وصیت لکھ دوں' جس پر جدت پسند نئی پود کو اعتماد ہے:

"ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اپنے بیٹے جاوید اقبال کو نصیحت کی کہ اہل سنت و جماعت کے ساتھ وابستہ رہیں اور اہل بیت سے محبت کرنا اپنا شعار زندگی بنائے رکھنا" (نوائے وقت' ۲۲ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۲م ش کی ڈائری)

ہم نے عوام کو اہل سنت سے وابستگی کے بارے میں کافی اسباب جمع کر دیے ہیں' اس کے باوجود اگر کوئی قسمت کا مارا اہل سنت سے نکل کر کسی بدمذہب سے تعلق جوڑتا ہے تو قیامت میں پچھتائے گا' جہاں کسی قسم کا پچھتاوا کام نہ آئے گا۔

انہی اہل سنت کے عقائد و مسائل کی تفصیل عرض کر دوں' تاکہ زندگی اہل سنت کے عقائد و معمولات پر بسر ہو

عقائد توحید

۱- اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں' نہ صفات میں' نہ افعال میں' نہ احکام میں' نہ اسماء میں' نہ کوئی نبی' نہ کوئی ولی۔

۲- وہ ذات واجب الوجود ہے' یعنی ہمیشہ سے ہے' ازلی ہے اور ہمیشہ رہے گا' ابدی ہے۔

۳- اللہ کی ذات کا ادراک محال ہے' ہاں! اجمالاً افعال کے ذریعہ سے صفات اور صفات کے ذریعہ سے ذات کا علم ہو سکتا ہے۔

۴- اللہ تعالیٰ ہی ہمارا معبود ہے' اس کے سوا اور کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔

۵- وہ حَیّ وَ قَیُّوْمٌ ہے' وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہی رہے گا' اس کی ہستی فنا ہونے والی نہیں۔

۶- ساری دنیا کو وہ ہی قائم رکھے ہوئے ہے' سب اسی کے سہارے چل رہے ہیں لیکن خود اسے کسی سہارے کی ضرورت نہیں۔

۷- اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند' وہ ہر دم سب کی حفاظت کرتا ہے اور ہر آن ہر چیز پر نظر رکھتا ہے۔

۸- زمین و آسمانوں میں جو کچھ ہے' اسی کا ہے۔ اس کے سوا ساری دنیا کا کوئی اور اصلی مالک نہیں۔

۹- اس کے آگے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں' اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے سامنے سفارش کرنے کا حوصلہ نہیں کر سکتا' اسی لیے انبیاء و اولیاء مخلوق کے لیے شفیع ہیں کہ انہیں اللہ نے اذن شفاعت بخشا ہے۔

۱۰- اسے کائنات کی ہر چیز کا علم ہے' کوئی چیز اس سے چھپی نہیں اور اس کے علم سے باہر نہیں' یہ علم اس کا ذاتی' دائمی بالاستقلال ہے۔

۱۱- ہمارا علم بھی اسی کا بخشا ہوا ہے' کسی کی کیا مجال کہ اس کی مرضی کے بغیر کچھ معلوم کر سکے' انبیاء و اولیاء جو علوم جانتے ہیں' وہ اسی کے دیے ہوئے ہیں۔

۱۲- اس کی قدرت زمین اور آسمانوں پر غالب ہے' اس کی حکومت کائنات کے ایک ایک ذرے پر ہے اور کوئی شے اس کے فرمان سے باہر نہیں۔

۱۳- وہ ساری دنیا کی حفاظت سے نہیں تھکتا' وہ اپنی ذات و صفات میں سب سے اونچا ہے' وہ عظمت والا ہے' اس کی شان کا کوئی جواب نہیں۔

۱۴- خدا تعالیٰ کا دیدار دنیاوی زندگی میں حضور علیہ الصلوة والسلام کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا' مگر آخرت میں ہر مسلمان دیدار کرے گا۔

۱۵- خدا تعالیٰ اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا، مگر اپنے پیارے مقبول اور پسندیدہ رسولوں میں سے جن کو چن لیتا ہے، یعنی انہیں علم غیب عطا کرتا ہے۔

عقائدِ رسالت

تمام رسولوں اور پیغمبروں پر ہمارا ایمان ہے۔

۱- انبیاء علیہم السلام پر وحی (وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبیوں کو ملتا ہے) ہونا ضروری ہے، خواہ فرشتے کے ذریعے سے ہو، یا بغیر ذریعہ کے۔

۲- انبیاء علیہم السلام معصوم (یعنی ہر صغیرہ کبیرہ گناہ سے پاک) ہوتے ہیں، خدا تعالیٰ ان کو ہر گناہ سے منزہ رکھتا ہے۔

۳- انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ خواہ ولی، غوث، قطب، ابدال، اوتاد ہوں۔ ہاں! محفوظ ضرور ہیں۔

۴- انبیاء علیہم السلام تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ جو کسی غیر نبی، ولی، غوث، قطب وغیرھم کو ان سے افضل و اعلیٰ یا برابر کہے، وہ کافر ہے۔

۵- انبیاء علیہم السلام کی تعظیم و توقیر فرض ہے، جو کسی نبی کی بے ادبی اور گستاخی کرے، یا جھوٹا کہے، وہ کافر ہے۔ اسی لیے ہم اہل سنت تمام گستاخان رسول ﷺ کو کافر و مرتد اور بے دین سمجھتے ہیں۔

۶- تمام انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت و حرمت والے ہیں، جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے نزدیک انبیاء علیہم السلام چوہڑے چمار کی مثل یا ذلیل ہیں، وہ کافر ہے۔ (جیسے تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی میں "انبیاء و اولیاء" سب کو چوہڑے و چمار کہہ دیا گیا) (معاذ اللہ)

۷- انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ کھاتے، پیتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں، آتے جاتے ہیں۔

۸- انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ علم غیب عطا کرتا ہے اور اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ کو بھی بواسطہ انبیاء عطا کیا جاتا ہے۔

۹- انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ، اللہ تعالیٰ کے اذن اور اجازت سے مخلوق کے مددگار، فریاد رس، حاجت روا اور وسیلہ ہیں۔

۱۰- اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور تمام چیزوں کے اسماء کا علم عطا فرمایا۔

۱۱- حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے نبی ہیں اور تمام انسانوں کے باپ ہیں، خدا تعالیٰ نے ان کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا۔

۱۲- انبیاء کرام و اولیاء عظام علیہم السلام ہماری آوازوں کو سنتے ہیں اور ہمارے حالات سے باخبر ہیں، موت نے ان کی نبوت کے کمالات سماع اور علم مٹایا نہیں، بلکہ بڑھایا ہے۔

۱۳- کسی نبی (علیہ السلام) کی ادنیٰ توہین و گستاخی کفر ہے۔

عقائد دربارۂ رسالت مآب (ﷺ)

۱- آقائے نامدار مدنی تاجدار، حضور پرنور محمد مصطفیٰ ﷺ تمام رسولوں کے سردار ہیں۔

۲- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سراپا نور اور بے مثل بشر ہیں۔

۳- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور مبارک سے پیدا فرمایا۔

۴- حضور نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق اور خلیفۂ اعظم ہیں (دیگر انبیاء علیہم السلام آپ کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں)

۵- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر پیدا نہ ہوتے، تو خدا تعالیٰ دنیا میں کوئی شے پیدا نہ فرمایا (جیسا کہ حدیث لولاک سے ثابت ہے)

۶- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے اذن سے اپنی گنہگار امت کی شفاعت کریں گے، شفاعت کا منکر گمراہ اور بے دین ہے۔

۷- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیوانات ملائکہ، حور و غلمان، جن و انس، بلکہ تمام کائنات کے لیے رحمت ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

٨- خدا تعالیٰ کی رضا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی رضا ہے اور حضور علیہ السلام کی رضا خدا تعالیٰ کی رضا ہے۔

٩- حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اطاعت خدا تعالیٰ کی اطاعت ہے، اور حضور علیہ السلام کی بے ادبی اور گستاخی خدا تعالیٰ کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔

١٠- اللہ تعالیٰ نے شب اسرا کے دولہا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حالت بیداری میں معراج شریف کرائی، جو نہ مانے، وہ گمراہ ہے۔

١١- خدا تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو جو کچھ ہو چکا تھا، اور جو کچھ قیامت تک ہونا ہے، ان سب کا علم بتا دیا ہے، اسے علم غیب کلی کہا جاتا ہے۔

١٢- حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب چاہیں، جس وقت چاہیں، جہاں چاہیں تشریف لا سکتے ہیں اور لاتے رہتے ہیں۔ خوش بخت لوگوں کو خواب اور بیداری میں زیارت ہوتی رہتی ہے۔

١٣- حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنی قبر انور میں زندہ ہیں، ہماری آواز سنتے اور جواب دیتے ہیں، اور دکھی امت کی مشکل بھی حل فرماتے ہیں۔

١٤- حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم و توقیر جس طرح ظاہری زندگی میں فرض تھی، اب بھی اسی طرح فرض ہے۔

١٥- حضور سرور عالم ﷺ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن ہیں، یعنی آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، آپ کے بعد جو کسی کو نبی مانے، وہ کافر ہے۔

١٦- حضور سرور عالم ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں، جو کمالات دوسروں کو نصیب ہوتے ہیں، وہ سب آپ میں ہیں۔

١٧- جو حضور سرور عالم ﷺ کے کسی قول اور فعل و عمل کو حقارت سے دیکھے، وہ کافر اور واجب القتل ہے۔

١٨- حضور سرور عالم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی پر ، صلعم ، صللم لکھنا ناجائز و گناہ ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پورا درود شریف لکھنا چاہیے۔ اس کی تحقیق فقیر کے رسالہ "کراہت صلعم" میں دیکھیں۔

١٩- حضور سرور عالم ﷺ کے دشمنوں سے عداوت رکھنی چاہیے۔ خواہ وہ باپ ہو یا بیٹا، بھائی بہن ہو یا کوئی، خاندان کا ہو یا کوئی اور

٢٠- حضور نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں، اسی لیے آپ کو حاضر و ناظر ماننا چاہیے، کہ آپ کے کمالات میں سے یہ بھی ایک کمال ہے۔

عقائد خلافت

١- سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی، پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس کے برعکس اگر کوئی حضرت علی المرتضیٰ کو افضل مانے، وہ گمراہ ہے۔ ان چاروں حضرات کی فضیلت بہ ترتیب خلافت ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو افضل تھا، اسی کو پہلے خلافت ملی۔

٢- چاروں خلفاء راشدین کے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ و حسنین کریمین و اصحاب بدر و اصحاب بیعت الرضوان افضل صحابہ ہیں۔

٣- کسی بھی صحابی کے ساتھ بدعقیدگی رکھنا گمراہی ہے۔ مثلاً سیدنا امیر معاویہ و حضرت ابوسفیان اور حضرت ہندہ اور حضرت عمرو بن العاص و حضرت مغیرہ بن شعبہ و حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے ہی حضرت وحشی جنہوں نے سیدنا حمزہ کو شہید کیا، لیکن وہ اسلام لانے سے پہلے کا تھا، اسلام لانے کے بعد بڑے خبیث اور مسیلمہ کذاب ملعون کو واصل جہنم کیا، ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرنا برا ہے، اور اس کا قائل رافضی اور کافر ہے۔

٧- صحابۂ کرام کے درمیان جو واقعات ہوئے ان میں پڑنا حرام حرام سخت حرام ہے۔ مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب اپنے آقا و مولا حضور پرنور محمد مصطفیٰ ﷺ کے عاشق پروانے اور سچے غلام تھے۔

٨- اہل بیت عظام و صحابۂ کرام نبی نہ تھے اور نہ ہی رسول تھے، نہ ہی فرشتہ تھے کہ معصوم ہوں، ان میں سے بعض سے اگر کچھ لغزشیں بھی ہوئیں تو ان پر گرفت کرنا اللہ اور رسول کے فرمان کے خلاف ہے۔ سورۂ حدید میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے حق میں

صاف اعلان فرما دیا "كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى" (پ ۲۷، الحدید) "یعنی سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا"

اللہ نے جب ان کے تمام اعمال جان کر ان سب کے لیے جنت اور کرامت و ثواب کا وعدہ فرمالیا، تو پھر کسی دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے۔ لہٰذا ہمارا متفقہ عقیدہ ہے کہ صحابۂ کرام سب کے سب جنتی ہیں۔

فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ وہ دن ہے کہ جس کا تم سے وعدہ لیا گیا تھا۔

یہ جو بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا جائے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہا جائے، یہ خیال باطل ہے۔ علماء کرام نے تمام صحابہ کے مبارک ناموں کے ساتھ مطلقاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا حکم دیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول ملوک اسلام ہیں۔ اسی طرف تورات میں اشارہ ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی ہے کہ نبی آخر الزماں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مکہ میں پیدا ہوں گے، مدینہ کو ہجرت فرمائیں گے اور ان کی سلطنت شام میں ہوگی، اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر وہ درحقیقت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی سلطنت ہے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر جرار کے ساتھ بااختیار ہوتے ہوئے بھی، عین میدان جنگ میں ہتھیار رکھ دیئے، اور خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کردی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور اس صلح کو حضور انور ﷺ نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت کئی سال پہلے دی تھی، "کہ میرا بیٹا سید ہے، امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے باعث مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر معاذ اللہ! فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بلکہ حضور اکرم ﷺ پر طعن کرتا ہے، یہی نہیں، بلکہ خود اللہ تعالیٰ پر بھی طعن کرتا ہے۔

۹- حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ کے شہداء کرام ہیں، ان

کی شہادت کا منکر گمراہ اور بددین ہے۔

۱۰- یزید پلید فاسق و فاجر تھا، اس سے اور شہزادہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا نسبت

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ہم اپنی زبان سے یزید کو کافر بھی نہیں کہتے اور مسلمان بھی نہیں کہتے۔ کیونکہ اس سلسلے میں ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک "سکوت" ہے۔ یعنی ہم اسے فاسق و فاجر کہنے کے سوا نہ کافر کہیں نہ مسلمان) تفصیل کے لیے دیکھئے فقیر کی کتاب شرح حدیث، قسطنطنیہ)

۱۱- ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قطعی جنتی ہیں۔ انہیں بقیہ تمام ازواج مطہرات اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن پر فضیلت حاصل ہے۔ ان کی طہارت کی گواہی قرآن نے دی ہے۔ جو انہیں ایذا دیتا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتا ہے۔ چنانچہ ان پر طعن کرنے والا رافضی اور جہنمی ہے۔

۱۲- حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے والدین کریمین ایسے ہی تا آدم علیہ السلام جملہ آباء و امہات مومن تھے۔ (تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب (ابوین مصطفیٰ) میں ہے۔

۱۳- امام مہدی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ظہور حق ہے، لیکن اس طرح کہ وہ اپنے زمانہ میں ماں باپ سے پیدا ہوں گے جو کہ بعد کو اعلان کریں گے، ایسا نہیں کہ وہ اب زندہ ہیں۔

۱۴- ولایت ایک قرب خاص ہے جو رب تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے خاص برگزیدہ بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

۲- ولایت عبادت و ریاضت کے زور سے حاصل نہیں کی جاسکتی، یہ محض رب کی رضا پر منحصر ہے، البتہ! اعمال صالحہ ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں، بعض کو ولایت ماں کے پیٹ ہی میں مل جاتی ہے۔

۳- امت میں سب سے زیادہ معرفت و قرب الٰہی حضرت صدیق اکبر کو، پھر عمر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی ذوالنورین، پھر مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ علیہم کو درجہ بدرجہ حاصل ہے، ہاں! مرتبۂ تکمیل پر حضور اقدس ﷺ نے جانب کمالات نبوت شیخین کو فرمایا اور

جانب کمالات ولایت حضرت مولا علی مشکل کشا کو' تو جملہ اولیاء مابعد نے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے گھر سے یہ نعمت پائی ہے اور سب انہیں کے دست نگر تھے اور ہیں اور رہیں گے۔

۴- طریقت منافی شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے۔ بعض جاہل اور صوفی کہہ دیتے ہیں کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے' یہ سراسر گمراہی ہے' اس طرح خود کو شریعت سے آزاد سمجھنا کھلا ہوا کفر و الحاد ہے۔

۵- کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو' احکام شرعیہ کی پابندی سے آزاد نہیں ہو سکتا' بعض سر پھرے جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے' راستہ کی حاجت ان کو ہو جو مقصود تک نہ پہنچے' ہم تو پہنچ گئے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا جواب دیا کہ بے شک وہ پہنچے مگر کہاں؟ جہنم میں! البتہ! اگر مجذوبیت کی وجہ عقل زائل ہو گئی ہو تو اور بات ہے' مگر پھر بھی مجذوب شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔

۶- اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی طاقت دی ہے' اس میں جو "اصحاب خدمت" ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے۔ وہ سیاہ و سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں۔ یہ حضرات نبی کریم ﷺ کے سچے نائب ہوتے ہیں' ان کو سارے اختیارات و تصرفات حضور کی نیابت ہی میں ملتے ہیں' اس لیے علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں' ان میں بہت سے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ اور تمام لوح محفوظ پر مطلع ہوتے ہیں۔

۷- کرامت اولیاء حق ہے۔ اس کا منکر گمراہ ہے۔

مردے زندہ کرنا' مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا' مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا' غرض تمام خوارق عادات اولیاء سے ممکن ہیں۔ سوائے معجزات کے' جن کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔

۸- اولیاء اللہ سے مدد مانگنا محبوب ہے' یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں' رہا! اولیاء اللہ کو فاعل حقیقی اور فاعل مستقل جاننا' یہ غلط ہے۔ مسلمان کبھی ایسا نہیں کرتا۔

۹- اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری باعث برکت و ثواب ہے۔

۱۰- اولیاء کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان میں سوچنے' سمجھنے' سننے اور دیکھنے کی صلاحیت پہلے سے بہت زیادہ قوی ہو جاتی ہے۔

۱۱- اولیاء کرام کو دور و نزدیک سے پکارنا صلحاء کا طریقہ ہے۔

۱۲- انہیں ایصال ثواب کرنا نہایت مستحسن اور باعث حسنات و برکات ہے' جسے ادب سے ہم نذر و نیاز کہتے ہیں۔ خصوصاً گیارہویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم البرکت ہے۔

۱۳- عرس اولیاء کرام یعنی قرآن خوانی و نعت خوانی وعظ اور فاتحہ خوانی نہایت عمدہ چیزیں ہیں' البتہ! منہیات شرعیہ ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزارات مقدسہ پر اور زیادہ مذموم۔

۱۴- اولیاء کرام تقدیر تبدیل کر سکتے ہیں۔ ہاں! تقدیر مبرم مطلق نہ بدلتی ہے' نہ وہ اس کے بدلنے کا اللہ تعالیٰ کو عرض کرتے ہیں۔

عقائد دربارۂ ملائکہ کرام

۱- فرشتے اجسام نوری ہیں' معصوم ہیں اور ہر طرح کے گناہ سے پاک ہیں' رب تعالیٰ نے مختلف خدمتیں ان کے سپرد کی ہیں' جو شکل چاہیں اختیار کر لیں۔ کبھی وہ انسان کی شکل میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

۲- کسی فرشتے کے حق میں ادنیٰ سی گستاخی بھی کفر ہے' جاہل لوگ کسی دشمن کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ عزرائیل یا موت کا فرشتہ آگیا' یہ قریب کفر ہے۔

۳- فرشتوں کے وجود کا سرے سے انکار کرنا یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں' ایسا کہنا کفر ہے۔

۴- فرشتے اللہ کے ایمان دار مکرم بندے ہیں' اس کی نافرمانی کبھی نہیں کرتے اور جو اس کا حکم ہوتا ہے' وہی کرتے ہیں' ہر قسم کے گناہ سے معصوم ہیں' ان کے جسم نورانی ہیں اور وہ نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں' ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہتے ہیں۔

۵- وہ جداگانہ کاموں پر مقرر ہیں۔ بعض جنت پر' بعض دوزخ پر' بعض آدمیوں کے عمل لکھنے پر' بعض روزی پہنچانے پر' بعض پانی برسانے پر' بعض ماں کے پیٹ میں بچہ کی

صورت بنانے پر، بعض آدمیوں کی حفاظت پر، بعض روح قبض کرنے پر، بعض قبر میں سوال کرنے، بعض عذاب پر، بعض رسول علیہ السلام کے دربار میں مسلمانوں کے درود و سلام پہنچانے پر، بعض انبیاء علیہم السلام کی وحی لانے پر۔

۶۔ ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قوت عطا فرمائی ہے، وہ ایسے کام کر سکتے ہیں، جسے لاکھوں آدمی مل کر بھی نہیں کر سکتے۔ ان میں چار فرشتے بہت فضیلت رکھتے ہیں۔ حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہ السلام۔

۷۔ رُسُل فرشتے تمام اولیاء، یہاں تک کہ جملہ صحابۂ کرام مع صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں، ان کے سوا باقی تمام ملائکہ سے اولیاء کرام، افضل ہیں۔

عقائد برزخ

یاد رہے کہ دنیا اور آخرت کے درمیان کے جہان کو برزخ کا جہان کہتے ہیں۔

۱۔ مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسب مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے۔ بعض کی قبر میں، بعض کی چاہ زمزم شریف میں، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان، بعض کی پہلے آسمان پر، بعض کی دوسرے اور ساتویں آسمان تک۔ بعض کی آسمانوں سے بھی بلند اور بعض پاک روحیں زیر عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں رہتی ہیں۔ مگر کہیں ہوں، روحوں کا تعلق اپنے جسموں کے ساتھ بھی ضرور قائم رہتا ہے، جس طرح حیات دنیاوی میں قائم تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ، بدن کی ہر راحت و لذت بھی روح کو پہنچتی ہے، اس کے علاوہ روح کے لیے خاص اپنی راحت و غم کے الگ اسباب ہیں۔

۲۔ کافروں کی خبیث روحیں اپنے مرگھٹ یا قبر میں رہتی ہیں۔ بعض کی چاہ برہوت میں کہ یمن میں ایک نالہ ہے۔ بعض کی پہلی دوسری، ساتویں زمین تک، بعض کی اس سے بھی نیچے سجین میں، وہ کہیں بھی ہوں جو ان کی قبر یا مرگھٹ پر گزرے، اسے دیکھتی، پہچانتی اور بات سنتی ہیں، مگر کہیں آنے جانے کا اختیار نہیں، کیونکہ وہ قید میں ہیں۔

۳۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ مرنے کے بعد روح کسی دوسرے آدمی یا جانور کے بدن میں چلی جاتی ہے، "تناسخ" آواگون کہلاتا ہے، جو قطعی بے بنیاد اور کفر ہے۔

۴۔ عذاب قبر بھی حق ہے اور قبر کی راحت بھی حق ہے۔ دونوں روح اور جسم پر ہیں۔ جسم اگرچہ گل جائے، خاک ہو جائے، مگر جسم کے اجزائے لطیفہ قیامت تک باقی رہیں گے۔ وہ مورد عذاب و ثواب ہوں گے۔ انہیں پر روز قیامت ترکیب جسم فرمائی جائے گی۔ وہ ریڑھ کی ہڈی میں ایسے باریک اجزاء ہیں، جنہیں "عجبُ الذنب" کہتے ہیں کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آ سکتے ہیں، نہ آگ انہیں جلا سکتی ہے اور نہ زمین انہیں گلا سکتی ہے۔ وہ گویا تخم جسم (بدن کا بیج) ہیں لہٰذا، قیامت کے روز روحوں کا واپس لوٹنا اسی جسم میں ہوگا۔

۵۔ نبیوں، ولیوں، عالموں، حافظوں اور شہیدوں کو جو منصب محبت پر فائز رہے، قرآن شریف پر عمل کرتے رہے اور درود شریف کا ورد کرتے رہے، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی، اس کے برخلاف جو شخص انبیائے کرام کی شان میں یہ ناشائستہ کلمہ کفر کہے کہ "مر کے مٹی میں مل گئے" وہ گمراہ، مرتکب توہین اور خبیث ہے۔

۶۔ موت یہی ہے کہ روح جسم سے جدا ہو جائے لیکن جدا ہو کر فنا نہیں ہو جاتی، دفن کے بعد قبر مردے کو دباتی ہے، جب دفن کرنے والے دفن کر کے واپس چلے جاتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے، اس کے بعد فرشتے زمین چیرتے آتے ہیں، ان کی صورتیں ڈراؤنی، آنکھیں نیلی، کالی، ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے، وہ مردے کو اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں (۱) تیرا رب کون ہے؟ (۲) تیرا دین کیا ہے؟ (۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں کہ تو ان کے حق میں کیا کہتا ہے؟ مسلمان جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے۔ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" فرشتے کہتے ہیں، ہم جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا، پھر اس کی قبر فراخ اور روشن کر دی جاتی ہے، آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے، میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لیے جنتی فرش بچھاؤ، جنتی لباس پہناؤ، جنت کی طرف دروازے کھولو، دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جن سے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اب تو آرام کر۔

۷۔ کافر ان سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا اور ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے کہ

میں نہیں جانتا' آسمان سے ندا کرنے والا ندا کرتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے' اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ' آگ کا لباس پہناؤ اور دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو۔ اس سے دوزخ کی گرمی اور لپٹ آتی ہے۔ پھر اس پر فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو لوہے کے بڑے گرزوں سے مارتے ہیں اور عذاب کرتے رہتے ہیں۔

۸۔ قبر میں ہر مردے کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ اہل ایمان آپ کو پہچان لیتے ہیں' کافر و منافق نہیں پہچان سکیں گے۔

۹۔ حشر صرف روح کا نہیں بلکہ روح اور جسم دونوں کا ہوگا' جو نہ مانے' کافر ہے۔

۱۰۔ دنیا میں جو روح جس جسم کے ساتھ متعلق تھی' اس روح کا حشر اسی جسم میں ہوگا' روز محشر حساب ضرور ہوگا' حساب کا منکر کافر ہے' البتہ! تہجد پڑھنے والے بغیر حساب جنت میں جائیں گے' جنت دوزخ حق ہیں' ان کا انکار کرنے والا کافر ہے' قبر میں فرشتوں کے سوالات اور مرنے کے بعد قیامت کے دن زندہ ہونا برحق ہے۔

۱۱۔ عذاب قبر کافروں اور بعض گنہگار مومنوں کو ہوگا۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار مومنوں کے لیے قبر میں نعمتیں نازل فرماتا ہے' حلال کو حرام کہنے والا اور حرام کو حلال کہنے والا کافر ہے' قیامت برحق ہے اور محشر میں بارگاہ حق تعالیٰ میں اعمال کا حساب ہوتا ہے' نیکی اور برائی والوں کو بدلہ ملتا ہے۔

مختلف عقائد و مسائل

چند ضروری عقائد و مسائل اہل سنت کے لیے یاد رکھنے ضروری ہیں:

۱۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات برحق ہیں۔ ان کا منکر کافر ہے اور اولیاء کرام علیہم الرحمتہ کی کرامات برحق ہیں۔

۲۔ تمام انبیاء کے بعد حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان ذوالنورین' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی بالترتیب فضیلت ہے اور اسی ترتیب کے ساتھ ان کی خلافت بھی ہے۔

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا برحق ہے۔

۴۔ فرائض کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا کفر ہے۔

۶۔ میلاد شریف کی محفل منعقد کرنا اور قیام و سلام کرنا جائز ہے۔

۷۔ عبدالنبی' عبدالمصطفیٰ' عبدالرسول اور عبدالعلی نام رکھنا جائز ہے۔

۸۔ حضور علیہ السلام کے نام نامی اسم گرامی سن کر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔

۹۔ اولیاء اللہ کے ہاتھ پاؤں چومنا' ان کے تبرکات کو بوسہ دینا اور ان کی تعظیم کرنا مستحب ہے۔

انبیاء کے مراتب میں فرق ہے۔ بعضوں کے رتبے' بعضوں سے اعلیٰ ہیں۔ سب سے بڑا رتبہ ہمارے آقا و مولا حضور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے' حضور خاتم النبیین ہیں' اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم فرما دیا' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا جائز سمجھے' وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تمام انبیاء کو جو کمالات جدا جدا عنایت ہوئے' وہ سب اللہ تعالیٰ نے حضور کی ذات عالی میں جمع فرما دیئے' اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص کمالات بہت زائد ہیں۔ حضور اللہ کے محبوب ہیں' خدا کی راہ انبیاء ہی کے ذریعہ سے ملتی ہے' اور انسان کی نجات کا دارومدار انہیں کی فرمانبرداری میں ہے۔

معجزہ

وہ عجیب و غریب کام جو عادتاً ناممکن ہو' جیسے مردوں کو زندہ کرنا' اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے کر دینا' انگلیوں سے چشمے جاری کرنا' ایسی باتیں اگر نبوت کا دعویٰ کرنے والے سے اس کی تائید میں ظاہر ہوں' ان کو معجزہ کہتے ہیں۔ معجزات انبیاء سے بہت ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور یہ ان کی نبوت کی دلیل ہیں۔ معجزات کی وجہ سے آدمی کا دل نبی کی سچائی کا یقین کر لیتا ہے کہ جس کے ہاتھ سے قدرت کی ایسی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں اور جن کے مقابل سب

لوگ عاجز و حیران ہیں، ضرور وہ خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ چاہے ضدی دشمن نہ مانے مگر دل یقین کر ہی لیتا ہے، اور عقل والے ایمان لے آتے ہیں۔ کوئی جھوٹا نبوت کا دعویٰ کر کے ہرگز معجزہ نہیں دکھا سکتا، قدرت اس کی تائید نہیں فرماتی، ہمارے حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات بہت ہیں، سب سے زیادہ مشہور معراج شریف کا معجزہ ہے۔ حضور رات کے تھوڑے حصہ میں مکہ معظمہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے، وہاں انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی، بیت المقدس سے آسمانوں پر تشریف لے گئے، اللہ تعالیٰ کے قرب کا وہ مرتبہ پایا کہ کبھی کسی انسان یا فرشتے نبی یا رسول نے نہیں پایا تھا، خداوند عالم کا جمال پاک اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھا، کلام الٰہی سنا، آسمان و زمین کے تمام ملک ملاحظہ فرمائے، جنتوں کی سیر کی، دوزخ کا معائنہ فرمایا، مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک راہ میں جو قافلے ملے تھے، صبح کو ان کے حالات بیان فرمائے۔

عقائد و مسائل مدلل

غیب

اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء کو بہت علوم غیبیہ بالخصوص ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علوم کلی سے نوازا ہے۔ قرآن و احادیث میں اس کے کافی ثبوت موجود ہے۔

قرآن:

۱- عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ"

"غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے" (پ ۲۸، ع ۱۲)

۲- وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ

عَظِيْمًا

"اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے"

(پ ۵، ع ۱۴)

احادیث

۱- حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ"

"ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر مخلوق کی ابتداء سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی ہم کو خبر دی۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا"

(صحیح بخاری شریف، ص ۴۵۳، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۰۶)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَكَ شَيْئًا يَّكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ۔

"ہم میں رسول کریم ﷺ کھڑے ہو کر اس مقام پر ہی آپ نے قیامت تک ہونے والی کسی چیز کو نہیں چھوڑا مگر اسے بیان فرمایا، تو اس کو جس شخص نے یاد رکھا، یاد رکھا، اور جس نے بھلا دیا، بھلا دیا"

(صحیح مسلم شریف، کتاب الفتن، ص ۳۹۰، ج ۲، مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۱)

۳- حضرت ابو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرُبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا ھُوَ کَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔

"رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ دیا، یہاں تک کہ وقت ظہر ہوگیا تھا، پھر منبر سے اتر کر آپ نے نماز ظہر پڑھائی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، یہاں تک کہ وقت عصر ہوگیا، پھر اتر کر نماز عصر پڑھائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ دیا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا تو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے جو کچھ ہوگیا تھا، اور جو کچھ ہونے والا تھا، سب کی خبر دی"۔

(مسلم، ج۲، ص۳۹۰، مشکوٰۃ، ص۵۴۳)

مختار کل

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انبیاء عظام و اولیاء کرام کو بہت سے اختیارات سے نوازا ہے، بالخصوص ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مختار کل بنایا ہے۔

قرآن

۱- وَمَا نَقَمُوْا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ

"اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا" (پ ۱۰، ع۱۶)

۲- وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ اِنَّآ اِلَی اللّٰہِ رٰغِبُوْنَ۔

"اور کیا اچھا ہوگا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں کافی ہے اللہ، اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول، ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے" (پ ۱۰، ع ۱۳)

حدیث

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

مَا یَنْقِمُ ابْنُ جَمِیْلٍ اِلَّآ اَنَّہٗ کَانَ فَقِیْرًا فَاَغْنَاہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ

"ابن جمیل کو یہی ناگوار ہوا کہ وہ فقیر تھا، اللہ اور اس کے رسول نے اس کو غنی کر دیا"۔ (صحیح بخاری شریف، ص۱۹۸، ج۱)

سرور کون و مکاں، نبی غیب داں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اسْتَعْمَلْنَاہُ عَلٰی عَمَلٍ فَرَزَقْنَاہُ رِزْقًا

"جسے ہم نے کسی کام پر مقرر فرمایا، پس ہم نے اسے رزق دیا" (سنن ابوداؤد)

قرآن آیت نمبر۲

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ

"تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ (پ ۵، ع۷)

۳- قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ

"لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ پچھلے دن پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے حرام کر دیا ہے اللہ اور اس کے رسول نے" (پ۱۰، ع)

حدیث ۲

سید الکائنات، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے یہود کے پاس تشریف لے گئے، تو ان کو دعوت اسلام دیتے ہوئے فرمایا:

یَا مَعْشَرَ یَهُوْدِ اَسْلِمُوْا تَسْلِمُوْا اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَاِنِّیْ اَنْ اُجْلِیَکُمْ مِّنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ فَمَنْ وَّجَدَ مِنْکُمْ بِمَالِهٖ شَیْئًا فَلْیَبِعْهُ

"اے یہودیوں کے گروہ! اسلام لاؤ، سلامت رہو گے، جان لو کہ تحقیق زمین کے مالک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہیں، اور بے شک میں تم کو اس زمین سے جلا وطن کرتا ہوں، جو شخص تم سے اپنے مال سے کوئی پائے تو وہ اس کو بیچ ڈالے" (رواہ البخاری والمسلم، مشکوۃ شریف، ص ۳۵۵)

حدیث ۳

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"اِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ"

"بے شک میں تمام زمین کے خزانوں کی چابیاں دیا گیا ہوں"

(صحیح بخاری شریف، ص ۵۰۸، ج ۱)

"اُوْتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ یَدَیَّ"

"مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں، پھر میرے ہاتھ میں رکھی گئی ہیں" (صحیح بخاری شریف، ص ۴۱۸، ج ۱)

اقوال

مَنْ زَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَاَحَادِ

النَّاسِ لَا یَمْلِکُ شَیْئًا اَصْلًا وَلَا تَصِحُّ بِهٖ لَا ظَاهِرًا وَّلَا بَاطِنًا فَهُوَ کَافِرٌ خَاسِرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

"جس شخص نے گمان کیا کہ نبی پاک ﷺ دوسرے لوگوں کی طرح کسی چیز کے بالکل مالک نہیں ہیں، اور نہ آپ کے ساتھ ظاہری اور باطنی نفع ہے، تو وہ کافر ہے، دنیا و آخرت میں خسارے والا ہے"۔ (تفسیر صاوی، ص ۱۷۸)

نبی کریم ﷺ مشکل کشا باذن اللہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا

"اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے، تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا پائیں" (پ ۵، ع ۷)

"اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ" "جسے اللہ نے نعمت دی اور اے محبوب! تم نے اسے نعمت دی" (پ ۲۲، ع ۲)

عقیدہ صحابی

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ اپنے غلام کو مار رہے تھے تو وہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ کہتا تھا، یعنی میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو مارتے رہے، تو غلام نے کہا "اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پناہ مانگتا ہوں، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ (صحیح مسلم شریف، ص ۵۲، ج ۲)

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا حِرْزًا

لِلْاُمِّیِّیْنَ یَعْفُوْ وَیَغْفِرُ ("صحیح بخاری"، ص۷۱۷، ج۲)

"اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور ان پڑھوں کے لیے پناہ، معاف فرماتا ہے اور بخش دیتا ہے۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے لیے جائے پناہ اور مشکل کشا ہیں۔

حاظر و ناظر

قرآن ۱: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ

"یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بی بیاں ان کی مائیں ہیں" (پ۲۱، ع۱۷)

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ "جان لو کہ تم سب میں رسول اللہ تشریف فرما ہیں" (پ۲۶، ع۱۳)

۲- یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا

"اے غیب کی خبریں بتانے والے! (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاظر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب" (پ۲۲، ع۳)

لغوی تحقیق

شاہد کا ترجمہ حاظر ناظر بہترین ترجمہ ہے۔ مفردات راغب، جو کہ عربی لغت کی مشہور کتاب ہے، اس میں ہے:

"اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِیْرِ" "یعنی شہود اور شہادۃ کا معنی حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ"

احادیث ۱- رسول پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِ

"جس نے مجھے خواب میں دیکھا، عنقریب وہ مجھے حالت بیداری میں دیکھے گا" (صحیح بخاری شریف، ابوداؤد)

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے مقام پر یہ بھی فرمایا ہے:

اَنَا اَوْلٰی بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ دَیْنًا فَعَلَیَّ

"میں ہر مومن کے ساتھ اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں"۔

(نسائی شریف، ص۲۷۹، ج۱)

قرآن و حدیث سے واضح ہوگیا کہ نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔

استمداد از انبیاء

قرآن: فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ

"تو بے شک اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک لوگ ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں" (پ۲۸، ع۱۹)

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ○

"بے شک تمہارا مددگار اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور رکوع کرتے ہیں"۔ (پ۶، ع۱۲)

احادیث: ۱- سرور عالم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، ملک شام میں چالیس مرد ابدال ہوں گے، جب ایک انتقال کر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ابدال مقرر فرما دے گا۔

يَسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصِرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ

"ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے' دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے' اہل شام سے عذاب دفع ہو جاتا ہے" (مشکوۃ شریف' ص ۵۸۳)

۲- سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ والتسلیمات نے فرمایا:

وَاِذَا اَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِىْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِىْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِىْ

"جب مدد طلب کرنے کا ارادہ ہو تو کہو! اے اللہ کے بندو! میری مدد فرماؤ اے اللہ کے بندو! میری مدد فرماؤ' اے اللہ کے بندو! میری مدد فرماؤ"

(حصن حصین' ص ۱۶۲' تفسیر کبیر وغیرہ)

فائدہ: اس حدیث شریف کی روشنی میں یارسول اللہ' یا صدیق' یا عمر' یا عثمان' یا علی' یا حسن' یا حسین' یا غوث' یا فرید' یا معین کہنا بالکل درست ہے' بلکہ ارشاد نبوی کی تکمیل ہے۔

۳- نبی مختار' حبیب کردگار' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِذَا صَلَّيْتُمُ الظُّهْرَ فَقُوْمُوْا فَقُوْلُوْا اِنَّا نَسْتَعِيْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَوِالْمُسْلِمِيْنَ فِىْ نِسَائِنَا وَاَبْنَائِنَا"

"جب ظہر کی نماز پڑھ لو تو کھڑے ہو کر یوں کہنا' ہم رسول اللہ ﷺ سے مدد چاہتے ہیں مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے بارے میں"

(نسائی شریف' ص ۱۱۷' ج ۲)

۴- خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَوْلٰى مَنْ لَّا مَوْلٰى لَهٗ۔

"اللہ اور اس کا رسول اس کے مولیٰ اور نگہبان ہیں۔ جس کا کوئی مولیٰ

اور نگہبان نہ ہو"۔ (جامع ترمذی' ص ۲۰۱' ج ۲)

بے مثل بشریت

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

"رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے"۔ (پ ۱۸' ع ۱۵)

فائدہ: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک دوسرے کی طرح پکارنے سے اللہ کریم نے ممانعت فرما دی ہے' تو ایک دوسرے کی مثل سمجھنا کیسے جائز ہو گا؟

۲- اللہ کریم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات کو ساری کائنات کی عورتوں سے بے مثل قرار دیا ہے:

يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ

"اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو" (پ ۲۲' ع ۱)

جس رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نکاح میں آ جانے کی وجہ سے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن ساری دنیا کی عورتوں سے بے مثل ہو جائیں تو وہ رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ساری مخلوق میں بے مثل کیوں نہ ہوں گے؟ یقیناً ہیں' سرور کون و مکاں' سیاح لامکاں' محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو فرمایا "اَيُّكُمْ مِثْلِىْ" "تم میں میری مثل کون ہے؟

(صحیح بخاری شریف' ص ۲۴۶' ج ۱' مطبوعہ مصر)

لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ

"میں تمہارے کسی آدمی کی مانند نہیں"۔ (صحیح بخاری' ص ۲۴۶' ج ۱)

اِنِّىْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ

"میں تمہاری مثل یا مانند نہیں ہوں" (صحیح بخاری' ص ۳۶۳' ج ۱)

"اِنِّىْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ" "میں تمہاری صورت و شکل و ہیئت کی مانند نہیں

ہوں"۔ (بخاری، ج ۱، ص ۷ ۲۴)

قرآنی آیات طیبات اور احادیث شریفہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ سرور کائنات، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی بشریت، ساری کائنات میں بے مثل بشریت ہے۔

سوال: اہل سنت و جماعت نبی پاک ﷺ کو نور بھی مانتے ہیں اور بشر بھی، کیا یہ کبھی ہوسکتا ہے کہ ایک ہی شخصیت نور بھی ہو اور بشر بھی ہو؟

جواب: ملائکہ کرام کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ وہ مجسم نور ہیں، لیکن قرآن و احادیث سے ان کا بشری لباس میں ہونا ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بشری حالت میں وحی لے کر حاضر ہونا ثابت ہے اور جبریل امین دحیہ کلبی صحابی کی شکل میں حاضر ہوتے تھے، تو ان دین کے مہذب ڈاکوؤں سے کوئی پوچھے کہ جبریل امین فرشتہ ہے، نوری ہے۔ جب وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بشری لباس میں حاضر ہوتا تھا تو دحیہ کلبی کی شکل میں حاضر ہوتا تھا، یا حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بشر بن کر آیا تھا، تو کیا وہ اس وقت نور تھا یا کہ نہیں، اس کی نورانیت کا انکار اس حالت میں کوئی کر سکتا ہے؟ بالکل نہیں، جب جبریل بشر بن کر آئے تو اس کو نور بھی اور بشر دونوں تسلیم کرتے ہوئے آپ کو گراں نہیں گزرتا، حالانکہ جبریل پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا امتی بھی ہے، غلام اور خادم بھی ہے۔ تو اس خادم کو تو نور اور بشر دونوں تسلیم کرو اور اس کے آقا، بلکہ کائنات کے آقا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جن کا کلمہ بھی پڑھتے ہو) کو نور اور بے مثل بشر مانتے ہوئے، کون سی چیز مانع ہے؟ بغض اور کینہ ہے تو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے۔

نور من اللہ نور

قرآن: ۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" "بے شک تمہارے

پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب"۔ (پ ، ع ۷)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ○

"اے غیب کی خبریں بتانے والے! (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاظر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب" (پ ۲۲، ع ۳)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور اور چمکا دینے والا آفتاب فرمایا ہے، جس سے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت واضح ہے۔

احادیث

۱۔ حضور پرنور، نور علی نور، حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے:

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا فرمائی، وہ میرا نور تھا"

حدیث مذکورہ و تفاسیر و کتب احادیث میں موجود ہے۔ نمونہ کی چند مثالیں حاضر ہیں:

تفسیر نیشاپوری، ص ۵۵، ج ۸، تفسیر عرائس البیان، ص ۲۳۸، ج ۱، تفسیر روح البیان، ص ۵۴۸، ج ۱، تفسیر حسینی، ص ۱۴۰، زرقانی شریف، ص ۳۷، ج ۱، مدارج النبوۃ، ص ۲، ج ۲، جواہر البحار، مطالع المسرات، ص ۲۷، عطر الوردہ، ص ۲۴، یک روزہ، ص ۱۱، اخبار اہل حدیث امرتسر، ص ۶، ۱۶ اپریل ۱۹ء

يَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ

"اے جابر! اللہ تعالیٰ نے بے شک سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا"

(مواہب اللدنیہ، ص ۹، ج ۱، زرقانی شریف، ص ۴۶، ج ۱، سیرت حلبیہ، ص ۳۷، ج ۱،

مطالعہ المسرات، ص ۲۲۰، نشر الطیب، ص ۲۶۵، فتاویٰ حدیثیہ، ص ۵۱)

حیات النبی

قرآن: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ"

"اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں، انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں خبر نہیں" (پ ۲، ع ۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ، فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ

"بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہے، رزق دیا جاتا ہے۔

قرآن کریم اور حدیث مصطفوی سے اظہر من الشمس ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب نبی زندہ ہیں۔

وسیلہ

قرآن: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو، اور اس کی راہ میں جہاد کرو، اس امید پر کہ فلاح پاؤ" (پ ۶، ع ۱۰)

۲- وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ○

"اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے، تو جب تشریف لائے ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے" (پ ۱، ع ۱۱

احادیث سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کفار یہودی فتح حاصل کرنے کے لیے دعایوں کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَنْصِرُکَ بِحَقِّ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اَنْ تَنْصُرَنَا عَلَیْھِمْ

"اے اللہ! ہم تجھ سے نبی امی کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہم کو ان مشرکین پر فتح دے کر مدد فرما" (تفسیر در منثور، زیر آیت)

طبرانی شریف اور دیگر مستند کتب میں روایت درج ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی، توانہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے اس طرح دعا کی: "یَارَبِّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا غَفَرْتَ لِیْ"

"اے میرے پروردگار! محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ سے مجھے معاف فرما"

(طبرانی شریف، ص ۸۲-۸۳، ج ۲، خصائص کبریٰ، ص ۱۷، ج ۱، کتاب الوفا باحوال المصطفیٰ، ص ۳۳، ج ۱، مستدرک ص ۶۱۵، ج ۲، ابن عساکر، ص ۳۵۷، ج ۲، شواہد الحق، ص ۱۴۷، زرقانی شریف، ص ۶۲، ج ۱، مواہب اللدنیہ، ص ۱۲، ج ۱، تفسیر عزیزی، ص ۱۸۳، افضل الصلوات، ص ۱۱۷، ابن ماجہ، ص ۱۱۹)

فائدہ: ہم نے اس حدیث کے حوالہ جات بکثرت اس لیے لکھے ہیں، تاکہ منکر کو انکار کی گنجائش نہ ہو۔

۳- حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے جب دعا فرمائی تو اس طرح فرمائی:

اِلٰھِیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَنْصُرَنِیْ عَلَیْھِمْ بِنُوْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (رسالہ السیفین فی الرد علی المبتدین الوہابین، ص ۲۴، مطبوعہ مصر)

۴- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کا واقعہ ہے جو کہ سرکار عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ایک نابینا کو بارگاہ الٰہی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

و آلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگنے کا طریقہ بتایا تھا' وہ طریقہ اور دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ' یَا مُحَمَّدُ! اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِیُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ (طبرانی شریف' ص ۱۸۳)

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں' اپنے پیارے نبی محمد' نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے' اے اللہ تعالیٰ کے نبی محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی یہ حاجت پیش کرتا ہوں تاکہ پوری ہو' اے اللہ! تو اپنے نبی کی سفارش کو میرے حق میں قبول فرما!"

فائدہ: قرآن وسنت کی روشنی میں معلوم ہوا کہ وسیلہ جائز ہے۔

بے سایہ رسول ﷺ

حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ قَالَ ابْنُ سَبُعٍ مِنْ خَصَائِصِهٖ اِنَّ ظِلَّهٗ کَانَ لَا یَقَعُ عَلَی الْاَرْضِ وَاَنَّهٗ کَانَ نُوْرًا اِذَا مَشٰی فِی الشَّمْسِ اَوِ الْقَمَرِ لَا یَنْظُرُ لَهٗ ظِلٌّ

"رسول اللہ ﷺ کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا۔ ابن سبع نے کہا ہے کہ آپ جب سورج یا چاند میں چلتے تو آپ کا سایہ مبارک زمین پر ظاہر نہ ہوتا تھا' کیونکہ آپ نور تھے"

(خصائص کبریٰ' ص ۲' ج ۱' مواہب اللدنیہ شریف' زرقانی شریف' تفسیر مدارک' سورۃ نور' ص ۱۳۵' ج ۳)' میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی بیان ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا"

احادیث سے بیس رکعت تراویح کا ثبوت

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

"اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَّالْوِتْرَ" "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان شریف میں ہمیشہ بیس رکعت نماز اور وتر پڑھتے تھے" (مصنف ابن ابی شیبہ' ص ۳۹۴' ج ۲' کتاب الوفا' ص ۵۰۸' ج ۲)

۲۔ عَنْ سَائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔

"حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں رمضان شریف کے مہینے میں بیس رکعت پڑھتے تھے"۔ (سنن کبریٰ' ص ۴۹۶' ج ۲)

۳۔ اَکْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰی مَارُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ وَ عُمَرَ وَغَیْرِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَ هُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَ ابْنِ الْمُبَارَکِ وَ الشَّافِعِیِّ وَ قَالَ الشَّافِعِیُّ وَ هٰکَذَا اَدْرَکْتُ بِبَلَدِنَا بِمَکَّةَ یُصَلُّوْنَ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً (ترمذی شریف' ص ۱۱۹' ج ۱)

"اکثر اہل علم اس پر عامل ہیں جو حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے بیس رکعات روایت کی گئی ہیں اور یہی سفیان ثوری' ابن مبارک اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہم کا قول ہے' اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اپنے شہروں میں مکہ معظمہ میں میں نے پایا کہ وہ بیس رکعتیں پڑھتے تھے" مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب "بیس تراویح سنت" میں پڑھئے

عید میلاد النبی ﷺ پر خوشی منانا

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

"یعنی آپ فرما دیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے ملنے پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے" (القرآن")

اور یقیناً سرور دو عالم ﷺ کی ذات بابرکات سب سے بڑی رحمت ہے، لہٰذا اس کی خوشی بھی زیادہ منانا چاہیے۔

انگوٹھے چومنا

اذان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چومنا مستحب ہے، بحوالہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب۔ (طحطاوی شریف، ص ۱۲۲، مطبوعہ مصر)

فاتحہ کا ثبوت (صدقہ سے میت کو فائدہ ہوتا ہے)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا، کہ یارسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے

"فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ" تو کون سا صدقہ افضل ہے، فرمایا: پانی، تو سعد نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے"

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، اس غیب بتانے والے نبی پر، اے ایمان والو! ان پر خوب درود اور سلام بھیجو" (پ ۲۲، ع ۴)

فائدہ: اس حکم میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم فرمایا ہے اور وقت کی کوئی قید نہیں لگائی، لہٰذا اذان سے قبل پڑھنا بھی جائز ہے۔

احادیث: سرور عالم، نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيْهِ بِحَمْدِ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلَيَّ فَهُوَ اَقْطَعُ اَبْتَرُ مِنْ كُلِّ بَرَكَةٍ (جامع صغیر، ص ۹۱، ج ۲، مطبوعہ مصر)

"نیک کام کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد اور مجھ پر درود شریف پڑھنے سے نہ کی جائے، تو وہ کام برکتوں سے خالی ہے"

فائدہ: اس حدیث شریف کو دیوبندی اور غیر مقلدین اہل حدیث حضرات کے مسلم عالم ابن قیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام عربی کے صفحہ ۲۶۱ پر درج کیا ہے۔

فائدہ: جب ہر نیک کام شروع کرنے سے پہلے درود شریف پڑھنا بابرکت ہے تو کون مسلمان ہے جو اذان کو نیک کام نہیں کہتا؟ یقیناً سب نیک کام کہتے ہیں، لہٰذا اذان کے وقت درود شریف پڑھنا جائز ہے۔

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا

سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

"فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا نبی پاک ﷺ کے زمانہ مبارک میں تھا" (صحیح بخاری، ص ۱۱۶، صحیح مسلم، ص ۲۱۷، ج ۱)

نماز جنازہ کے بعد کی دعا

"فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ"

اس آیت شریفہ کی تفسیر میں ابن عباس، قتادہ، ضحاک، مقاتل اور کلبی علیہم

الرضوان مفسرین عظام نے فرمایا ہے:

فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ فَانْصَبْ اِلٰى رَبِّكَ فِى الدُّعَاءِ وَارْغَبْ اِلَيْهِ فِى الْمَسْئَلَةِ يُعْطِيْكَ۔

"جب تو فرض نماز سے فارغ ہو جائے تو رب کریم کی طرف دعا میں کھڑا رہ اور سوال کرنے میں اس کی طرف رغبت کر' وہ تجھ کو عطا کرے گا"

(تفسیر خازن' ص ۲۲۰' ج ۷' تفسیر معالم التنزیل' ج ۷' ص ۲۲۰)

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے' لہٰذا جنازہ کے بعد دعا مانگنا حکم الٰہی ہے۔

علامہ محمد بن عبداللہ بن ابو حمزہ مالکی شارح بخاری علیہ الرحمتہ نے بہجتہ النفوس میں حدیث شریف نقل فرمائی ہے' جس سے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے' وہ یہ ہے:

قَدْ صَلّٰى عَلٰى صَبِيٍّ وَدَعَا لَهٗ بِاَنْ يُّعَافِيَهُ اللّٰهُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچے کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس کو فتنہ قبر سے محفوظ رکھے۔

(بہجتہ النفوس' شرح صحیح بخاری' ج ۱' ص ۱۲۲)

کفن پر کلمہ طیبہ لکھنا اور قبر میں عہد نامہ رکھنا

فقہ حنفی کی مستند کتاب "در مختار" میں ہے:

كُتِبَ عَلٰى جَبْهَةِ الْمَيِّتِ اَوْ عِمَامَتِهٖ اَوْ كَفْنِهٖ عَهْدُ نَامَهٗ يُرْجٰى اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ

"مردے کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھنے سے اس کے لیے بخشش کی امید ہے"

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں: "شجرہ در قبر نہادن معمول بزرگان است"

"قبر میں شجرہ رکھنا بزرگوں کا طریقہ ہے"

قبر پر پھول ڈالنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ گزرے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ یا مدینہ کے باغوں میں سے کسی باغ میں' تو دو آدمیوں کی آواز سنی کہ ان پر قبر میں عذاب ہو رہا ہے' حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر نہیں ہوتا جس سے بچنا مشکل ہو۔ فرمایا: ان میں ایک پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا تھا' پھر کھجور کی ایک شاخ منگوا کر دو ٹکڑے کیے اور ہر قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا' صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: تاکہ ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو' جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں۔ (رواہ البخاری' مشکوۃ شریف' مسلم شریف)

احادیث و آیات سے یہ امر ثابت ہے کہ ہر زندہ چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ لکڑی کی حیات یہ ہے کہ جب تک وہ تر ہے' زندہ ہے۔ اس حدیث پر نظر کر کے قبروں پر پھول ڈالتے ہیں تاکہ وہ تسبیح کریں اور مردہ کو فائدہ پہنچے۔

اسی لیے فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وَضْعُ الْوُرُوْدِ وَالرِّيَاحِيْنَ عَلَى الْقُبُوْرِ حَسَنٌ

"قبروں پر پھول اور خوشبو رکھنا اچھا ہے"

نذر و نیاز (شیرینی و طعام پر فاتحہ و نیاز جائز ہے)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ فتویٰ تحریر فرماتے ہیں:

و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء را ہم خوردن جائز است

"اگر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی جائے' تو اس کا کھانا امیر لوگوں کے لیے بھی جائز ہے" (زبدۃ النصائح' از شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے:

طعامیکہ ثواب آں نیاز امامین نمایند و بر آں فاتحہ و قل و درود خوانند متبرک می شود خوردن آں بسیار خوب است

"وہ کھانا جس کی نیاز کا ثواب حضرات امامین کو پہنچایا گیا ہو اور اس کھانے پر فاتحہ و قل اور درود پڑھا گیا ہو وہ کھانا متبرک ہو جاتا ہے اور ایسے کھانے کو کھانا بہت ثواب ہے" (از فتاویٰ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ)

ختم ودرود (کھانا سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرنا جائز ہے)

صحیح مسلم شریف کی حدیث شریف ہے کہ حضور پاک ﷺ نے دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْھَا مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ

"اے اللہ! قبول فرما محمد و آل محمد اور امت محمد کی طرف سے"

جس طرح یہ دعا یا دعائے عقیقہ پڑھتے وقت جانور سامنے ہوتا ہے، اسی طرح ثواب پہنچاتے وقت کھانے کو سامنے رکھ کر آیات قرآن پڑھ کر مردوں کی روح کو بخش دیتے ہیں"

چراغاں

مزارات پر اور مسجد میں چراغاں کرنا جائز ہے۔

علامہ عسقلانی فتح الباری شرح بخاری شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

وَکَانَ تَمِیْمُ الدَّارِیِّ مِنْ اَفَاضِلِ الصَّحَابَۃِ وَلَہٗ مَنَاقِبُ وَھُوَ اَوَّلُ مَنْ اَسْرَجَ الْمَسْجِدَ۔

"حضرت تمیم داری افاضل صحابہ میں صاحب مناقب صحابی ہیں اور وہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے مسجد نبوی میں چراغاں کیا"

اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

"سراج غلام تمیم داری نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ہم سب تمیم داری کے پانچ غلام تھے، میرے آقا نے مجھے حکم دیا تو میں نے مسجد نبوی کو زیتون کے تیل کے چراغوں سے منور کیا، اس سے پہلے خورمہ کی لکڑی جلا کرتی تھی، پس حضور پاک ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ہماری مسجد کو کس نے جگمگایا؟ تمیم داری نے کہا، میرے غلام نے اور میری طرف اشارہ کر کے مجھے بتایا، حضور پاک ﷺ نے میرا نام دریافت فرمایا: میں نے اپنا نام فتح عرض کر دیا، اس پر حضور پاک ﷺ نے فرمایا: نہیں، اس کا نام "سراج" یعنی (چراغ) ہے۔

(اسد الغابتہ فی معرفتہ الصحابتہ، ص ۲۶۲)

قبہ جات بر مزارات

تفسیر روح البیان میں ہے: "اور صالحین کی قبروں پر عمارت بنانا اور ان پر غلاف اور عمامہ اور کپڑے چڑھانا جائز ہے، جبکہ اس سے مقصود یہ ہو کہ عوام کی نگاہ میں ان کی عزت ہو اور لوگ ان کو حقیر نہ جانیں" (پ ۱۰، سورہ توبہ)

فتاویٰ شامی میں ہے:

قَالَ فِیْ فَتَاوَی الْحُجَّۃِ--------اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

"فتاویٰ حجہ میں (قبروں پر دستار بندی کے بارے میں) اس سے عوام کی نگاہ میں تعظیم مقصود ہو تاکہ وہ صاحب قبر کی حقارت نہ کریں، بلکہ غافلوں کو اس سے ادب اور خشوع حاصل ہو تو جائز ہے، کیونکہ عمل نیت سے ہے"

چراغاں بر مزارات

تفسیر روح البیان میں ہے:

وَکَذَا اِیْقَادُ-------لَا یَنْبَغِی النَّھْیُ عَنْہُ

"اس طرح اولیاء و صالحین کی قبروں کے پاس قندیلیں روشن کرنا اور

موم بتیاں جلانا' ان کی عظمت کے لیے چونکہ ان کا مقصد صحیح ہے' اس لیے جائز ہے اور اولیاء اللہ کے لیے تیل اور موم بتی کی نذر ماننا' تاکہ ان کی عزت کے اظہار کے لیے ان کی قبروں کے پاس جلائی جائیں' جائز ہے' اس سے روکا نہ جائے"

انہی عقائد و مسائل پر اکتفا کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اہل سنت عوام کو انہی عقائد و مسائل پر پابندی نصیب فرمائے' اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ ہو۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی

لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِی نَظَرٍ مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی من بےکس و طوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلٰی لَیْلِیْ چو بطیبہ رسی عرضے بکنی!
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا

لَکَ بَدْرٌ فِی الْوَجْہِ الْاَجْمَلْ خط ہالۂ مہ زُلف ابرِ اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی برن برسا جانا

اَنَا فِی عَطَشٍ وَّ سَخَاکَ اَتَمُّ اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رِم جھم رِم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَکْ رحمے بر حسرتِ تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سُنا جانا

وَاھًا لِسُوَیْعَاتٍ ذَھَبَتْ آں عہدِ حضور بار گہت
جب یاد آوت موہے کر نہ پرت دردا وہ مدینے کا جانا

اَلْقَلْبُ شَحٌ وَّالْھَمُّ شُجُوْنٌ دل زار چناں جاں زیرِ چنوں
پت اپنی بپت میں کاسے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا

اَلرُّوْحُ فِدَاکَ فَزِدْ حَرْقًا یک شعلہ دگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

بس خامۂ خامِ نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشادِ احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا